مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عظیم علمی ادبی شخصیت مولانا ابراہیم فانی کی رحلت

ہر انسان کو اس دنیا سے جلد یا بدیر حکم ربانی کے تحت کوچ کرنا ہے تاہم یہ امر مبنی بر مشاہدہ ہے کہ بعض لوگوں کی رحلت کا غم ایک خاندان تک محدود ہوتا ہے جب کہ بعض بااثر شخصیات کا انتقال ایک گاؤں اور علاقے میں کہرام مچا دیتی ہے اسی طرح کچھ بڑے لوگوں کا دنیا سے چلے جانا پورے ملک کو غم سے نڈھال کر کے رکھ دیتی ہے علماء کرام جو کہ انبیاء کرام کے ورثاء کے نام سے پہچانے جاتے ہیں ان کی رحلت پورے کائنات کو سوگ وار کر کے رکھ دیتی ہے موت العالِم موت العالَم ،افسوس کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جید استاذ حدیث حضرت مولانا ابراہیم فانی ۲۵ اور ۲۶ فروری ۲۰۱۴ء کی درمیانی شب رات کے تین بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ "اناللہ وانا الیہ راجعون" دارالعلوم حقانیہ اور اسکے وابستگان کے لئے یہ ایک عظیم سانحہ ہے مرحوم کا قلم اور کتاب سے ساری زندگی مضبوط تعلق رہا دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ وفاداری کی جو تاریخ آپ نے رقم کی وہ دنیا میں بہت کم دیکھنے میں آتی ہے ساری عمر دارالعلوم کے ایک دو چھوٹے کمروں پر مشتمل کوارٹر میں گزاری۔

فقر و فاقہ اور قناعت کی زندگی اختیار کرنے والے معروف شاعر مولانا ابراہیم جس نے فانی کا تخلص رکھا نے دنیا کو اپنی شاعری میں یہ پیغام دیا کہ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے فانی صاحب گزشتہ دو ماہ سے شدید علیل تھے اور اسی بناء پر پشاور کڈنی سنٹر میں زیر علاج تھے مرض وفات میں بھی آپ نے قلم و کتاب کے ساتھ رشتہ قائم رکھا وفات سے ایک ہفتہ قبل بیرون ملک ایک عالمی کانفرنس میں شرکت سے واپسی پر احقر اپنے والد مولانا اظہار الحق صاحب مدظلہ اور برادرم مولانا لقمان الحق صاحب کے ہمراہ حاضر ہوا تو اس مجلسِ عیادت کو بھی انہوں نے علمی ،ادبی مجلس بنا کر رکھ دیا ،گردے فیل ہو جانے کی وجہ سے ان کا رنگ بالکل متغیر ہو چکا تھا بولنے کی سکت مشکل ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ گھنٹہ بھر تک دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ اپنی یادیں دہراتے رہے اس موقع پر فرمایا کہ میں نے اپنا تخلص فانی اس لیے رکھا تا کہ ہر وقت مجھے اپنی فنا پر نظر اور فکر رہے تاہم اس بیماری کے دوران مجھے اندازہ ہوا کہ دارالعلوم حقانیہ کی وابستگی اور رشتے نے مجھے آفاقی بنا دیا ہے پوری دنیا کے مختلف براعظموں سے لوگ میری

---

* استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عیادت کیلئے رابطے کر رہے ہیں اندرون ملک سے روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ مجھ ناچیز کی عیادت کیلئے آ رہے ہیں پھر فرمایا کہ میں نے اپنے آپ سے عہد کر رکھا ہے کہ مرتے دم تک حقانیہ سے وابستہ رہوں گا میرے والد صدر صاحب کی رحلت بھی حقانیہ میں ہوئی اور میں بھی جب تک بدن میں روح ہے اس سے جدا نہیں ہوسکتا۔ میرے والد (حاجی) صاحب کے بارے میں فرمایا یہ تو ہمارے بڑے مہربان شخصیت ہے ہر ماہ جب ہمارے ہاتھ بحرالکاہل سے زیادہ ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں تو یہ ہمارے ہاتھ کو گرم (ماہوار تنخواہ کی طرف اشارہ ہے) کر دیتے ہیں۔والد صاحب نے فانی صاحب کو ہاتھ میں ربیع الاوّل کی تنخواہ کا لفافہ تھمایا تو انہوں نے کہا یہ میرے لیے لینا جائز ہوگا اس پر میں نے عرض کیا کہ آپ بیمار ہیں تدریس سے برطرف تو نہیں ہوئے یہ آپ کا حق ہے یہ ان کی حزم واحتیاط تھی۔ ع خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

یاد رہے کہ دارالعلوم کی تنخواہ انتہائی قلیل ہے دوسری طرف فانی صاحب کو ہر جگہ سے بڑی بڑی تنخواہوں کی پیش کشیں ہوئیں لیکن انہوں نے دارالعلوم کی صحبت کو دنیا و مافیہا پر ترجیح دے کر ثابت کر دیا کہ دنیا کے مال و زر کی وقعت ان کی نظر میں ہیچ ہے "وما هذه الحیوة الدنیا الا لهو ولعب" اس آیات پر ان کا عقیدہ اور عمل یکساں تھا اسی مجلس عیادت میں دورانِ گفتگو احقر کو مخاطب کر کے کہا کہ دل چاہتا ہے کہ حضرت بانیؒ دارالعلوم حقانیہ سے لیکر دارالعلوم حقانیہ کے ادنیٰ خادموں تک سب کی تاریخ مرتب کروں اور پھر وہ یادیں جو دارالعلوم سے وابستہ ہیں انہیں بھی علیحدہ رقم کروں، فرمایا کہ اس پر کام شروع کر دیا ہے جس کا نام ہوگا ''داستانِ دل کشا درزمانِ ابتلا''میں نے عرض کیا کہ آپ کو بیماری میں سخت تکلیف لاحق ہے زیادہ بولنا اور لکھنا آپ کی صحت کیلئے صحیح نہیں ہے ہم بھی زیادہ دیر بیٹھیں گے تو آپ کو تکلیف ہوگی اسپر کہا کہ نہیں آپ کے آنے سے میری کتاب کی پانچ صفحات اور بھی بڑھ گئے ہیں مجھے تاکیداً کہا کے آپ کی شادی پر میں نے سہرا لکھا تھا اسی طرح آپ کے بھائی محمد عمیر الحق کی شہادت پر مرثیہ لکھا ہے یہ سب اور اس کے علاوہ اور کچھ یادیں ہوں تو ان سب کو لکھ کر اپنے سوانحی احوال سمیت مجھے جلد از جلد بھیج دیں تاکہ میں اپنی اس کتاب کو مکمل کر کے چھپوا سکوں۔

قارئین کرام دیکھئے ایک شخص بستر مرگ پر ہے اسے دنیا کی فکر نہیں اگر فکر ہے تو وہ لکھنے پڑھنے اور مدرسہ کی ہے یہی فکر انشاء اللہ اب موصوف کو برزخی اور اخروی زندگی میں رفع درجات پر متمکن کر دے گی اگرچہ ان کی زندگی میں تو ان کے فرمان پر عمل کرنے کا موقع نہ مل سکا تاہم آج ان پر تعزیتی مضمون قلمبند کرتے ہوئے یہ سہرا اور مرثیہ نذر قارئین ہے جو کہ فانی صاحب کی ہم اصاغر کے ساتھ محبت خلوص اور حد درجہ شفقت کے بین ثبوت ہیں۔ ع آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

سہرے کے پھول

بموقعہ خانہ آبادی مولانا حافظ **عرفان الحق حقانی** بن حاجی اظہار الحق حقانی صاحب نبیرۂ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ، مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سرحد بتاریخ ۲۴ رفروری ۲۰۰۶ء بروز جمعہ۔

منجانب! حافظ محمد ابراہیم فانی

یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو مبارک ہو — خوشی کی آئی شہزادی مبارک ہو مبارک ہو
یہ عرفاں اور لقماں کا نصیبہ جاگ اٹھا ہے — ستارہ ان کی قسمت کا مثال شمس چمکا ہے
بہار آئی ہے اک پر کیف حقانی خیاباں میں — کھلے ہیں پھول ہر جانب محبت کے گلستاں میں
خوشی سے ہر طرف معمور اور مخمور چہرے ہیں — نشاط و کیف سے بھر پور کیا پر نور چہرے ہیں
قران مشتری و ماہ کا یہ ایک سنگم ہے — خوشی کے بحر میں یہ حاجی اظہار حق گم ہے
یہ گلشن تا قیامت یوں بہار آگیں رہے یا رب — مئے الفت دل و جاں میں خمار آگیں ہے یا رب
اسی شادی کی خوشی میں نوا پیرا عنادل ہیں — تمنائیں دعائیں نیک اپنی بھی تو شامل ہیں
میں بھی اس بزم میں یہ ہدایۂ تبریک لایا ہوں — خلوص دل سے یہ اک تحفۂ تبریک لایا ہوں
یہ دلہن سیرتِ زہرہؓ سے ہوآراستہ یا رب — لباسِ عفت وتقویٰ سے ہو پیراستہ یا رب
مبارک ہو یہ فانی کے خلوص و پیار کا سہرا — عقیدت سے جو ہیں بھر پور ان اشعار کا سہرا

بوستانِ دہر سے گویا گلِ زیبا گیا

دارالعلوم حقانیہ کے ناظم الحاج اظہار الحق صاحب کے جواں سال صاحبزادے عمیر الحق سنی کی ناگہانی موت پر رثائیہ اشعار

تاریخ وفات: ۹ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ / ۲۱ جنوری ۲۰۱۳ء بروز پیر

شور اٹھا کہ اس جہاں سے اک جواں رعنا گیا — بوستانِ دہر سے گویا گل زیبا گیا
ناگہانی موت پر خلقت ہے یوں ماتم کناں — خوب صورت اور حسنِ خُلق میں یکتا گیا
خاندانِ شیخ پھر فریاد و غم کی زد میں ہے — اک حفیدِ محترم ان کا مرے مولا گیا
بزم حقانی اسی فرقت پہ ہے وقف ملال — جانب گور غریباں گلبدن ایسا گیا
حاجیٔ اظہار الحق ہے درد میں ڈوبا ہوا — ان کا وہ نورنظر اُف جانب عقبیٰ گیا

حافظ عرفانِ حق و حافظ لقماں حسیب / خونِ دل سے روتے ہیں ان کا سنی تنہا گیا
آخری ان کا سفر یہ ہوسوئے خُلدِ بریں / عین در عہدِ جوانی ہم سے وہ روٹھا گیا
اک ہجوم صالحاں ان کے جنازے میں رہا / اللہ اللہ کس ادا سے عالمِ بالا گیا
اہل خانہ کو خداوندا تو دے صبرِ جمیل / ہرکسی کی آنکھ کا بے شک تھا وہ تارا گیا
ان کی فرقت پر ہے نذرِ کرب و غم پیر و جواں
ہائے فانی یاں سے سوئے سایہ طوبیٰ گیا

فانی صاحب کی کون کون سی صفت کو بیان کیا جائے آپ مجسمہ مہر وفا، عاجزی و انکساری کی تصویر، خلیق و ملنسار، چہرے پر سدا بہار مسکراہٹ، درویش خدا مست، سادگی اور بے نفسی کا مرقع، تکلف سے کوسوں دور اپنی علمی ادبی دنیا میں گم، اپنی ظرافت طبع اور بذلہ سنجی کی وجہ سے دارالعلوم کے اساتذہ اور تلامذہ میں مقبول ترین شخصیت تھے ان کو کوئی اجنبی دیکھتا تو ظاہری وضع قطع سے ان پر کوئی بھی یہ گمان تک نہ کر پاتا کہ یہ جامعہ کے عظیم استاذ، نامور ادیب اور اردو، عربی، فارسی اور پشتو چاروں زبانوں کے بڑے پائے کے شاعر ہیں' آپ 1955ء میں دارالعلوم حقانیہ کے قدیم جلیل القدر استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب کے ہاں پیدا ہوئے مڈل تک تعلیم اپنے گاؤں زروبی میں حاصل کرنے کے بعد موضع ٹوپی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۱۹۷۰ء دارالعلوم حقانیہ سے باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز کیا' ابتدائی درجات سے لیکر دورۂ حدیث تک تعلیم یہیں مکمل کرنے کے بعد ۱۹۷۸ء کو فارغ التحصیل ہوئے طالبعلمی کے دوران دورۂ تفسیر ۱۹۷۶ء میں معروف مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالہادی شاہ منصوری سے پڑھی فراغت سے فوراً بعد آپکا تقرر دارالعلوم حقانیہ میں یکم شوال ۱۳۹۸ھ کو ۲۵۰ روپیہ مشاہرہ پر ہوا۔

درس نظامی کے ابتدائی کتابوں سے لیکر منتہی کتابوں تک جملہ علوم وفنون کی کتابیں آپ نے اس عرصے میں پڑھائیں گزشتہ تین برس سے آپ دورۂ حدیث شریف میں بھی پڑھانے پر مامور تھے پڑھانے کے ساتھ ساتھ شعروشاعری اور ادبی دنیا میں بھی آپ اس وقت ایک سند کی حیثیت رکھتے تھے ۱۹۹۴ء میں حج کی سعادت پائی۔موصوف کا جنازہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں دن گیارہ بجے ہزاروں علماء، طلباء اور صلحاء کی موجودگی میں نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق کی اقتداء میں پڑھا گیا' اس سے قبل شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ، پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن حقانی ہزاروی، معروف ادیب مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا حامد الحق حقانی نے تعزیتی کلمات پیش کیے اور پھر انکا جسد خاکی تدفین اور جنازے کیلئے اپنے گاؤں زروبی روانہ کیا گیا جہاں علاقہ بھر کے ہزاروں لوگوں نے تین بجے قطب دوراں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فریدؒ کے فرزند مولانا حسین احمد کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم صدیقیہ کے جوار میں دوبارہ جنازہ پڑھا انکی خواہش پر انہیں اپنے والد کے پہلو میں ہزاروں اشکبار آنکھوں کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللھم اغفرہ وارحمہ واجعل قبرہ روضة من ریاض الجنة آمین